

6333- عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کیسے ہوئی۔

سوال

کیا یہ ممکن ہے کہ آپ مجھے یہ بتاسکیں کہ حمل کے لحاظ سے نبی عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کیسے ہوئی؟

پسندیدہ جواب

1- اللہ تعالیٰ نے جبریل امین علیہ السلام کو یہ حکم دیا کہ وہ مریم علیہا السلام کے گریبان میں پھونک ماریں اور گریبان قمیص کی گردن اور سرداغل کرنے کی جگہ ہے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے پھونک رحم میں جانے کے بعد روح بن گئی، اور اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کی ابتدا کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿اور وہ پاک دامن بی بی جس نے اپنی عصمت کی حفاظت کی ہم نے اس کے اندر اپنی روح پھونک دی﴾۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ وہ پھونک اس کے رحم میں پہنچی۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اور مریم بنت عمران (کی مثال بیان فرمائی) جس نے اپنی عزت و ناموس کی حفاظت کی پھر ہم نے اس میں روح پھونک دی﴾۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اس نے جواب دیا میں تو اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا قاصد ہوں تجھے ایک پاکیزہ لڑکا جسے کرنے آیا ہوں﴾۔

یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ پھونک مارنے والے جبریل امین علیہ السلام تھے، اور انہوں نے یہ کام اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر نہیں کیا۔

2- مدت حمل کے متعلق بعض مفسرین کے مختلف اقوال ہیں:

— یہ کہ یہ حمل چند لمحات کا تھا، تو یہ قول غیر واضح ہے اور اس پر کوئی نص دلالت نہیں کرتی اور اگر ایسے ہی ہوتا تو آیت میں یہی چیز ہوتی، تو یہ ممکن تھا کہ وہ اسے تسلیم کر لیتے کہ یہ عادی حمل نہیں جو کہ عورتوں کو ہوتا ہے، اور پھر وہ اس پر زنا کی تہمت نہ لگاتے جیسا کہ انہوں نے یہ کہا کہ ﴿وہ کہنے لگے کہ اے مریم! تو بہت ہی بری چیز لاتی ہے﴾۔

ذیل میں اہل تفسیر میں سے دو عظیم اماموں کی کلام ذکر کرتے ہیں، ان میں سے ایک نوگڈر چکے ہیں اور وہ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں، اور دوسرے معاصرین میں سے ہیں جو کہ شنفیطی رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں انہوں نے اس معاملہ میں فرمایا ہے:

3- ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

عیسیٰ علیہ السلام کے حمل کی مدت کے متعلق مفسرین کے اقوال مختلف ہیں، جمہور سے یہ مشہور ہے کہ یہ حمل نومینہ کا تھا، اور ابن جریر فرماتے ہیں کہ مجھے مغیرہ بن عتبہ بن عبد اللہ القفزی نے بتایا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا اور مریم علیہا السلام کے حمل کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے فرمایا انہیں حمل ہوا اور اسی وقت پیدائش ہوگئی!!

یہ قول غریب ہے لگتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے ظاہر سے لیا گیا ہے فرمان باری تعالیٰ ہے :

﴿تو وہ حاملہ ہوگی اور اسی وجہ سے وہ ان سے علیحدہ ہو کر ایک دور جگہ پر چلی گئیں، پھر درد زہ اسے ایک کھجور کے تنے کے پاس لے آیا﴾۔

تو یہاں پر حرف فاء اگرچہ تعقیب کے لئے ہے لیکن ہر چیز کی تعقیب اس کے حسب حال ہوتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿یقیناً ہم نے انسان کو مٹی کے جوہر سے پیدا کیا، پھر اسے نطفہ بنا کر محفوظ جگہ میں قرار دے دیا، پھر ہم نے نطفہ کو جما ہوا خون بنایا، پھر اس خون کے لوتھڑے کو گوشت کا ٹکڑا کر دیا، پھر گوشت کے ٹکڑے کو ہڈیاں بنا دیں﴾۔ تو اس آیت میں فاء اس کے حسب حال ہے۔

اور حدیث میں یہ بات ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (کہ ہر دو صفتوں کے درمیان چالیس دن ہیں) صحیح بخاری حدیث نمبر (3208) صحیح مسلم حدیث نمبر (2643)

اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ بیک اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی نازل فرماتا ہے تو زمین سرسبز و شاداب ہو جاتی ہے﴾۔

تو مشہور اور ظاہر یہ ہے کہ۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ کہ مریم علیہا السلام کا حمل بھی ایسا ہی تھا جس طرح کہ عام عورتیں اپنی اولاد سے حاملہ ہوتی ہیں۔

جب مریم علیہا السلام نے اپنی قوم سے شک و تہمت محسوس کی تو ان سے ایک دور جگہ پر علیحدہ ہو گئیں تاکہ وہ اسے نہ دیکھیں اور مریم علیہا السلام انہیں نہ دیکھ سکیں، اور لوگوں سے چھپ گئیں اور ان کے اور اپنے درمیان پردہ کر لیا کہ وہ انہیں اور اسے کوئی نہ دیکھ سکے۔

تفسیر ابن کثیر (122/3)

4- اور شیخ شنفی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے :

اور مریم علیہا السلام کا وہ حمل جس میں عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی اس کی مدت میں علماء کے اقوال کو ہم اس لئے ذکر ہی نہیں کرتے کہ ان کی کوئی دلیل نہیں اور ان اقوال میں سب سے زیادہ ظاہر وہ ہے کہ یہ حمل ایسا ہی حمل تھا جو کہ عادتاً عورتوں کو ہوتا ہے اگرچہ یہ حمل کی ابتداء اور اس کا ہونا خارق عادت تھا، واللہ تعالیٰ اعلم۔ انواء البیان (264/4)

5- اور بعض جاہلوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے استدلال کیا ہے :

﴿اور میں نے اس میں اپنی روح پھونکی﴾۔ اس سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی روح کا ایک حصہ ہیں!!

تو اس قول اور استدلال کی ضلالت و گمراہی کو ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے :

اور رہی یہ بات کہ ان کا یہ اس اضافت سے استدلال کرنا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی اضافت اپنی طرف فرمائی ہے : ﴿اور میں نے اس میں اپنی روح پھونکی﴾۔ تو یہ ضروری ہے کہ اس کا علم ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف اضافت کی دو قسمیں ہیں :

اول : ایسی صفات جو کہ بنفسہ قائم نہیں، مثلاً، علم اور قدرت، اور کلام، اور سمع و بصر، تو ان صفات کی اضافت موصوف کی طرف ہے تو اللہ تعالیٰ کا علم اور اس کی کلام اور ارادہ اور قدرت اور حیات اور اللہ تعالیٰ کی صفات غیر مخلوقہ ہیں اور ایسے ہی اللہ تعالیٰ کا چہرہ اور ہاتھ۔

دوم : ایسی اضافت جو کہ عین اور اس سے منفصل اور علیحدہ ہو مثلاً بیت، ناقہ، عبد اور رسول، اور روح، تو یہ مخلوق کی اضافت اس کے خالق کی طرف اور مصنوع چیز کی اضافت اس کے صانع کی طرف ہے، لیکن یہ اضافت تخصیص اور تشریف کی حیثیت رکھتی ہے جس سے مضاف کی دوسری اشیاء سے تمیز ہوتی ہے مثلاً بیت اللہ، حالانکہ سب گھر اللہ تعالیٰ کی ہی ملکیت ہیں، اور اسی طرح ناقہ اللہ، حالانکہ سب اونٹنیاں اللہ تعالیٰ کی ملکیت اور مخلوق ہیں، لیکن یہ اضافت اس کی حیثیت کی طرف ہے جو کہ محبت اور تکریم و شرف کی متقاضی ہے۔ بخلاف اضافت عامہ کے جو اس کی ربوبیت کی طرف ہو جس کا تقاضا خلق اور لہجاء ہے۔

تو اضافت عامہ لہجاء اور اضافت خاصہ اختیار کا تقاضی کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ جو چاہتا پیدا کرتا اور جسے چاہتا اختیار کرتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿اور آپ کا رب جو چاہتا ہے پیدا کرتا اور جسے چاہتا ہے اختیار کرتا ہے﴾۔ تو روح کی اضافت اللہ تعالیٰ کی طرف اضافت خاصہ میں سے ہے نہ کہ اضافت عامہ میں سے، اور نہ ہی اضافت صفات میں سے ہے، تو آپ اس موضوع پر غور کریں تو آپ کو بہت ساری انگریزوں سے خلاصی ہوگی جس میں لوگ پڑے ہوئے ہیں۔ اھ الروح (ص 154-155)

تو اس کا خلاصہ یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی یہ صفت کہ وہ روح اللہ ہیں یہ باب تکریم اور تشریف سے ہے اور یہ اضافت (یعنی روح کی لفظ جلالہ کی طرف اضافت) صفت کی موصوف کی طرف اضافت نہیں جیسا کہ عبد اللہ اور وجہ اللہ، ہے بلکہ یہ مخلوق کی اضافت اس کے خالق کی طرف ہے جیسے کعبہ کی اضافت ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ بیت اللہ، اور اسی طرح ناقہ اللہ، جو کہ اللہ تعالیٰ وہ معجزہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صالح علیہ السلام کو دیا تھا۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔